ہمیشہ آپ کے ساتھ
لازوال
جموں

خواجہ غریب نواز تاریخِ آثار اور تعمیرات

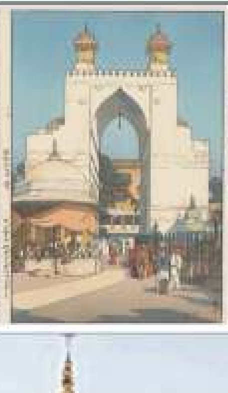

سید فیض علی شاہ

۱۔ حال تعمیر روضہ حضرت خواجہ غریب نواز قدس اللہ سرہ العزیز:

روزئے معلی خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ دنیا کے چندان روحانی مرکزوں میں سے ہے جس کی تصویری کڑوڑوں کی دعاوں کا وسیلہ اور مرکز مراد ہے اس نقش گمبد کی سیکروں نقل برصغیر کی درگاوں آستانوں میں دیکھی جا سکتی ہیں نقش کی وجاہت نہ صرف خواجہ صاحب کی شہنشاہیت کا ایک عمارتی اور ظاہری اظہار ہے بلکہ العظیم استعارہ ہے درگاہوں کی بناوٹ کا۔

تاریخ: اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ حسین ناگوری قدس سرہ العزیز نے جو حضرت شیخ حمیدالدین ناگوریؒ کی اولاد میں تھے حضرت خواجہ غریب نوازؒ کے مزار پر انوار پر بہت عرصے تک مجاوری کی اس زمانہ میں اجمیر شریف بالکل غیر آداب تھا اور اس کی گرد ونواح میں بہت سے درندے رہا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ حضور کے مزار مقدس پر کوئی عمارت نہ تھی۔ حضرت خواجہ حسین ناگوریؒ نے روضہ مقدس کی عمارت بنوانے میں کوشش کی اور سلطان غیاث الدین خلجی نور اللہ مرقدہ بادشاہ کے اعانت سے اپنے ارادے میں کامیابی حاصل کی اس کی وجہ یہ ہوئی کہ سلطان مذکور حضرت خواجہ حسین ناگوریؒ سے نیاز حاصل کرنے کا بہت مشتاق تھا کئی مرتبہ آپ کو بلوایا گیا مگر آپ تشریف نہ لے گئے جب سب طرح سے لاچار ہوگیا تو بادشاہ نے اپنے مشیروں کی صلاح سے یہ کہلا بھیجا کہ میرے پاس موئے مبارک حضرت محمد ﷺ ہیں۔ یہ سنتے ہی حضرت خواجہ حسین رحمتہ اللہ علیہ زیارت کے لئے تشریف لے گئے سلطان نے بہت سے تحف تحائف آپ کے حضور میں پیش کئے لیکن حضرت ممدوح کے منظور نہ فرمائے اگر آپ کے صاحبزادے والا تبار نے خواہش ظاہر کی حضرت خواجہ حسین رحمت اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس شرط سے تم لے سکتے ہو کہ اس روپے سے حضرت خواجہ بزرگ اجمیری اور حضرت شیخ حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہم کے روضہ مقدسہ کی عمارت بنوا دوں۔ صاحبزادے صاحب نے یہ منظور کر لیا اور حسب وعدہ دونوں بزرگوں کے روضے بنوادے حضرت خواجہ بزرگ سند الولی قدس سرہ کے روضہ منورہ کی دیوار میں اور سنگ مرمر کی جالی پر خط نستعلیق میں یہ تاریخ کندہ کرا دی۔

اڑپے تاریخ نقش گنبد خواجہ معین
گفت ہاتف گو معظم قبہ عرش بریں

اس تاریخ سے ۹۳۹ ہجری نکلتی ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہی کے نقش نگاری کی تاریخ ہے کیونکہ سن ۸۶۸ ہجری میں سلطان غیاث الدین خلجی کا انتقال ہو چکا تھا اور اوپر کی عبارت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس کے زمانہ میں ہی روضہ منورہ کی تعمیر ہوئی ہے۔ گنبد کا بڑا کلس اور کنگوروں کی چھوٹی چھوٹی کلسیاں بھی سنہری ہیں اندر کے رخ لاجوردی اور سنہرے بیل بوٹے بنے ہوئے ہیں۔ چھت میں کاشانی مخمل کی زریں چھت گیری لگی ہوئی ہے اور اس کے چاروں کونوں میں قمقمے سونے کی زنجیروں میں لٹکے ہوئے ہیں مورخ نے ہر ایک قمقمے کا تخمینہ پانچ ہزار روپے کا لکھا ہے ان کے علاوہ چاندی کے قمقمے بہت سے لٹکے ہوئے ہیں اور کئی بڑے بڑے آئینہ دیوار میں نصب ہیں اور ان کے گرد سنہری چوکٹے لگے ہوئے ہیں اور غالباً ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ حسین ناگوری رح کے وقت میں اندر کی نقاشی از سر نو ہوئی ہے۔ مزار شریف پر سیپ کے کام کا صندلی چھپر کھٹ رکھا ہوا ہے چھپر کھٹ کی چھت میں سبز مخمل رومی کی اور کبھی زر اور نگ کی نہایت زرین چھت گیری لگی رہتی ہے اس کے چاروں کونوں پر سونے کے قمقے لٹکے رہتے ہیں چھپر کھٹ کے اندر نہایت عمدہ سنگ مرمر کا مزار مقدس بنا ہوا ہے اس پر سنگ طلائی ابری دیشب و نیز زہ وا انجوبہ وعیبنہ وغیرہ کے بیل بوٹے بنے ہوئے ہیں مزار شریف کا تعویز بھی سنگ مرمر کا ہے اسین لعل بدخشانی جڑا ہوا ہے آپ کے مزار پر زرلفت یا کمخواب کا غلاف بشیہ چڑھا رہتا ہے اور اس پر پھولوں کی چادر رہتی ہے۔

مزار مبارک کے گرد چاندی کا کٹہرا لگا ہوا ہے بعض مورخین کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ چاندی کے کٹہرے کی جگہ پہلے سونے کا کٹہرا تھا چنانچہ جہانگیر بادشاہ نور اللہ مرقدہ نے تزک امیری میں لکھا ہے کہ ۱۰۲۵ ہجری میں ان کے وسیلے سے میری بعض مرادیں پوری ہوئیں اس اس کے نذرانہ میں جالیدار طلائی کٹہرہ بنوا دیا اور اس کی لاگت میں ایک لاکھ دس ہزار روپے خرچ ہوا۔ اس کٹہرے کے متصل چاندی کا کٹہرا راجہ جے سنگھ جی سوائی جیپور کا بنوایا ہوا ہے جس کا وزن بیالیس ہزار نو سو اٹھ تولہ و ماشہ ہے۔ بعض مورخوں کا قول ہے کہ یہ دونوں کٹہرے شاہجہان بادشاہ کی بیٹی جہاں آرا بیگم نے بنوائے اور اپنے تمام گروپتیون کو آستانہ شریف کی خدمت گزاری کے لئے نذر کر دیا۔ چنانچہ ان لوگوں کی اولاد اب تک موجود ہے۔

گنبد شریف کے فرش میں سنگ مرمر کے مربع پتھر نہایت جلا کئے ہوئے لگے ہیں انکے گز رنگ موئی کی پٹریاں جڑی ہوئی ہیں۔ گنبد کے مشرقی دروازہ سے ملے ہوئے دو حجرے بنے ہوئے ہیں ان میں ایک حجرہ کا دروازہ تیغہ کیا ہوا ہے اکثر لوگوں کا قول ہے کہ اسکے اندر سونے کی سلاطین اور سونے چاندی کے برتن رکھے ہوئے ہیں۔ غالباً وہ سلاطین اسی کٹہرے کی معلوم ہوتی ہیں جو جہانگیر بادشاہ نے بنوایا تھا۔ روضہ منورہ کے مشرقی دروازہ میں جو کواڑ دن کی جوڑی ہے اس کی نسبت لوگ کہتے ہیں کہ یہ اکبر بادشاہ نے چتوڑ گڑھ کے قلعہ سے لا کر چڑھائی تھی چنانچہ یہ شعر اس پر کندہ ہے شعر۔

رکھے ہمیشہ تری تیغ کار کفر تباہ

اس دروازہ کے آگے جو دوسرا دروازہ ہے اس کی دیواروں پر خط نستعلیق یہ نظم لکھی ہوئی ہے۔

بیا کہ کعبہ اہل دل است خواجہ معین
کہ طوف مرقد امی کنبد شاہ وگدا
زراہ صدق ورآو مقام خواجہ معین
کہ ہست روضہ پاکش چو جنت الماوا

روضہ کے باہر والے دروازہ میں ۱۲۲۱ ہجری میں نواب فیض اللہ خاں نبگش رئیس فرخ آباد مرحوم ومغفور نے ازو بات کی کمانی دار کواڑ چڑھوائے اور ان پر یہ تاریخ کندہ کرا دی۔ سہ قطعہ تاریخ۔

خان فیض اللہ نبگش کہ نگاہش عالی است ساخت
دروازہ درگاہ معین جاوید
چون کہ درگاہ معین است چو خورشید بلند سال تاریخ
شدہ باب طلوع خورشید

اسی دروازہ کے شمالی رخ کے پہلو میں بہت بڑا عقیق یمنی رز درنگ جڑا ہوا ہو روضہ شریف کی غربی اور جنوبی محرابوں میں سنگ مرمر کی جالیوں پر زرین پڑے پڑے ہوئے ہیں گرمی کی موسم میں زرین پردوں کو مارے جس کے پردے لگائے جاتے ہیں درگاہ معلیٰ کے متعلق ۷۵ ہزار روپیہ سالانہ کی صحافی ہے کہ جو بادشاہی وقت سے اب تک چلی آتی ہے۔ اگر روضہ عنوان بلکہ اشک فردوس کیا جاتی تو بجا و زیبا ہے۔

(کتاب: تاریخ اجمیر شریف مصنف: محمد وزیر حسین مطبع رحمانی دہلی صفحہ ۷۰-۷۳)

۲۔حالاتِ اکبری مسجد درگاہ شریف:-

یہ مسجد اکبر بادشاہ نے بڑے ذوق شوق سے بنوائی تھی اور زر کثیر صرف کیا تھا۔ وہ اب تک موجود ہے۔

شاہجہانی دروازے سے ذرا آگے بڑھ کر اکبری مسجد کی سیڑھیوں سے متصل ایک سہ دری میں یونانی شفاخانہ ہے اسی سے متصل ایک بلند زینے پر اکبری مسجد کا بلند و بالا دروازہ سے اس مسجد کی تعمیر کا حکم اکبر بادشاہ نے اس وقت دیا تھا جب وہ جہانگیر کی ولادت کے چھ ماہ بعد اظہار تشکر و نیاز کے لئے شعبان ۹۷۷ھ میں حاضر دربار خواجہ ہوئے تھے۔ یہ مسجد سنگ سرخ سے تعمیر کی گئی ہے محرابوں پر سنگ مرمر کی پچی کاری ہے مسجد کا رقبہ مع متعلقہ عمارت ۱۳۰ مربع فٹ ہے۔ محراب مسجد ۵۶ فٹ بلند ہے گنبد کے گوشوں پر مرمر میں مینار ہیں صحن مسجد میں ایک ہشت پہل حوض تھا جو اب مٹی سے پر کر دیا گیا ہے تقریباً ڈیڑھ دو سو سال قبل اس میں ایک کنواں بھی تھا ۱۳۲۰ھ میں مسجد کی متعلقہ عمارات کی مرمت کرانے کی سعادت نواب غفور علی خاں صاحب دانا پوری نے حاصل کی۔ آج کل دارالعلوم معینیہ عثمانیہ کے پرائمری درجات اوقات درس میں یہاں لگائے جاتے ہیں اور بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

(کتاب: 'سیرت خواجہ غریب نواز' مصنف: حضرت عبدالرحیم صاحب قادری ص ۳۹۹)

۳۔حالاتِ جامع مسجد شاہجہانی:-

ملک رانا او دیپور کی فتح کے بعد شاہجہان بادشاہ کو اجمیر شریف میں آنے کا اتفاق ہوا اور چونکہ یہاں کوئی مسجد نہ تھی اس لئے بادشاہ کو خیال ہوا کہ یہاں ایک وسیع اور رفیع مسجد تعمیر کرائی جائے جب بادشاہ لاہور میں تخت شاہی پر بیٹھا تو اس کے بنوانے کا حکم دیا حضرت عبداللہ چشتی 'مراۃ الاسرار' میں لکھتے ہیں کہ مسجد چودہ برس میں تیار ہوئی اور اسکی لاگت کا اندازہ دو لاکھ چالیس ہزار کا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بنتے بنتے ملتوی ہوگئی اور بعد ایک مدت کے پوری ہوگئی۔ کیونکہ اس مسجد کی حیثیت کے لئے تین چار سال کافی ہیں اس مسجد کا طول ۷۰ گز اور عرض ۲۷ اور صحن ۹۹ گز شرعی ہے شرعی گز متوسط درجہ کے آدمی کے ۲۴ انگشت کا ہوتا ہے صحن میں پانچ دروانے ہیں تین مشرق رو ایک شمال رو اور ایک جنوب رو۔ ہر ایک دروازہ کی محراب میں سنگ مرمر لگا ہوا ہے اور اس میں سنگ موسیٰ کو مختلف کتبہ کندہ ہیں۔ بیچ کی محراب میں لا الہ الا محمد رسول اللہ سونے کے پانی سے لکھا ہے۔ ایک یہ بات وہاں کی عجیب و غریب مشہور ہے بتاریخ ۷ ماہ رجب ۱۹۲۱ ہجری میں تبرکات حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شریف سے جو وہاں آکر رکے گئے تو بیچ کی خراب می ٹھنڈا پانی خود بخود دن بھر جاری رہا اور تمام لوگوں نے اسکو تبرک لیا حوض کے بجائے مسجد کے جنوبی پہلو میں ایک بہت گہری جھیل ہے جو اب جہالر کے نام سے مشہور ہے پہلے برسات کے موسم میں اس میں ایک ڈالر بھی نکلتا تھا جو گڑھ بیٹلی کے نام سے مشہور تھا اور آگے جا کر ابوندی کے نام سے مشہور تھا۔ جب اکبر بادشاہ نے شہر کی فصیل بنوائی تو اس نالہ کو درگاہ شریف کے بازار کی طرف کاٹ دیا اور اس کا بند بندھوا دیا۔ بند کے کنارے شاہ قلی خاں اجمیر کے صوبہ کا مقبرہ بنا ہوا ہے جو انہوں نے اپنی حیات ہی میں بنوا دیا تھا۔ اسکی وجہ سے لوگوں کو بہت آرام ہوگیا اسکی گہرائی کا کچھ پتہ نہیں لگتا۔ یہاں ایک دفع کا ذکر ہے کہ خشک سالی کی وجہ سے بہت ہی تھوڑا پانی رہ گیا تھا یہاں تک کہ لوگ کٹوروں سے بھرتے تھے لیکن پھر بھی تمام شہر کے آدمیوں کے لئے خالی ہوگیا اس کے بعد معلوم ہوتا ہے تہ سے پانی ملتا ہے جب برساتیں بکثرت بارش ہوتی ہے تو اس میں عجیب کیفیت آتی ہے۔ حوض میں بچیاں تیرتی ہیں اور بہت سے لوگ رات کے وقت کشتیوں میں چراغ جلا کر خواجہ حضرت کو نام کے چھوڑتے ہیں اس میں سے دو موریاں نکلتی ہیں ایک آستانہ سے ہوتی ہوئی بازار میں جا نکلتی ہے اور دوسری درگاہ شریف میں گذرتی ہوئی مشرق کی طرف چلی گئی ہے۔ اس کا نقشہ جہالر کے جنوبی رخ سے کھینچا گیا ہے۔ اس میں درگاہ شریف کے پہلے درجہ کی عمارتین نظر آتی ہیں۔

(کتاب: 'تاریخ اجمیر شریف مصنف: 'محمد وزیر حسین مطبع رحمانی دہلی صفحہ ۷۴-۷۵)

۴۔حالات ڈھائی دن کی مسجد / ڈھائی دن جھوپڑہ:-

ڈھائی دن کی مسجد جس کو ڈھائی دن جھوپڑہ بھی کہتے ہیں اس مسجد کی جگہ راجہ اندرسین کے زمانہ میں بہت بڑا مندر تبخانہ کے نام سے مشہور تھا سیکڑوں تصاویریں ہزاروں جانوروں کی صورتین اس میں بنی ہوئی تھیں سلطان شہاب الدین غوری بادشاہ ۵۹۵ ہجری میں یہاں آیا تو اس تبخانہ کی تمام صورتیں مسخ کر دیں اور اس کو خانہ خدا بنا دیا عمارت میں بھی تھوڑی سی ترمیم کر دی یعنی غربی دیوار کے بیچ میں ایک محراب سنگ مرمر کی بنوادی اور اس پر آیات قرآنی بخط طغرا کندہ کر کے تاریخ بنا لکھ دی وہ یہ ہے۔

فی الحادی والعشرین جمادی الاخرنہ حمسہ وتسعین وحمسہ ماۃ باقی مرست ابوبکر بن احمد ک ہتام سے سال بھر تک جاری رہی۔ چنانچہ عربی دیوار میں یہ عبارت کندہ ہے۔

تی تولیۃ ابو بکر بن احمد جمال الفضلہ با تاریخ ذی الحجہ ستون وتسعین حمسہ ماۃ سن ۱۶۴ ہجری من حضرت سلطان شمس الدین التمش نور اللہ مرقدہ نے اس مسجد کی حیثیت کو بدل کر ایک اور درجہ سنگ سرخ سے بہت عمدہ اور مضبوط بنوا دیا اسکی صورت اس طرح ہوگئی ہے کہ غربی سمت میں قدیمی تبخانہ کا درجہ قائم ہے ایمن بہت عارہ عمدہ صاف اور شفاف سنگ مرمر کے ستون اور اس پر تین تین برجیاں دونوں طرف اور بیچ میں ایک بڑی برجی بنی ہوئی ہے اور ستون کے نقش ونگار بھی راجہ اندرسین ہی کے زمانہ کے ہیں اس درجہ کے غربی دیوار کے وسط میں سنگ مرمر کی محراب ہے جو سلطان شہاب الدین غوری نے بنائی تھی مشرق کی طرف اسی درجہ سے ملا ہوا دوسرا درجہ بھی تقانہ ہی کا ہے یہ درجہ طول میں تو پہلے درجہ کے برابر ہے لیکن عرض میں کچھ کم ہے دونوں درجوں کے آگے تیسرا درجہ حضرت سلطان شمس الدین التمش نور اللہ مرقدہ کا بنایا ہے۔ اس میں بڑی بڑی سات محرابیں ہیں بیچ کی محراب بہت بڑی ہے اسی کے دونوں طرف دو مینار سرخ پتھر کی بنی ہوئی ہیں۔ شمال محراب کے پہلو میں یہ کتبہ کندہ تھا فی نوتبہ تولیتہ احمد محمد العارض یہ اس شخص کا نام ہے جس کے اہتمام سے سلطان شمس الدین التمش نور اللہ مرقدہ کی تعمیر کروائی تھی۔ لیکن اب یہ پتھر دوسرے درجہ کی برجی کے اندر جنوب کی طرف لگا یا ہے۔ چار دیواری تخمیناً پونے بارہ گز کی ہے اور آمدورفت کے لئے دو عالیشان دروازے بنے ہوئے ہیں۔

(کتاب: 'تاریخ اجمیر شریف مصنف: 'محمد وزیر حسین مطبع رحمانی دہلی صفحہ ۷۵-۷۶)

۵۔احوال مجلس خانہ:-

مجلس خانہ دوسرے درجہ کے شرق رو اور پانچ رو کا دالان میر حفیظ علی صاحب مرحوم متولی آستانہ کے اہتمام سے ۱۲۴۷ھ میں نہایت عالیشان بنایا گیا تھا اس کی عمارت پہلے ایسی ہی تھی جیسی اتر دکھن والے دالانو کی تھی۔ اس میں وسعت نہ تھی اس واسطے اس کو منہدم کرا کے یہ دالان بنایا گیا۔ اس کی تعمیر میں تخمیناً چھ ہزار روپیہ علاوہ مصالحہ قدیم کے خرچ ہوئے اب دوبارہ حاتم زمان فریدوں دوران عالی جناب معلی القاب نواب رفعت جنگ بشیر الدولہ بہادر مدار المہام ریاست حیدرآباد دکھن نے بصرف زر کثیر بنوایا یہ مجلس خانہ ایک دفعی بنتے بنتے گر گیا جس کو پھر بنوایا گیا۔ اس تعمیر میں تقریباً ایک لاکھ روپیہ خرچ ہوا ہے اسکے علاوہ نواب صاحب ممدوح نے اپنی بیناحسانہ دریا دلی سے اس کی روشنی کے خرچ کے واسطے کچھ گاؤں بھی وقف کر رکھے ہیں جس کی آمدنی سے مجلس خانہ میں نہایت عالیشان جھاڑ فانوس سجائے جاتے ہیں اور ہزار بتی کی روشنی ہوتی ہے۔ یہ مجلس خانہ ایسا وسیع ہے کہ باوجود ہزار ہا خلقت کے پھر بھی جگہ فراخ رہتی ہے دور دور مقام سے نامی نامی قوال آکر گاتے ہیں۔ اس مجلس کا انتظام نہایت ہی عدہ طور سے کیا جاتا ہے۔ معزز لوگوں کو جاڑے میں چادر وغیرہ بھی دیجاتی ہے چونکہ عرس شریف میں اسی جگہ مجلس ہوتی ہے اسی وجہ سے مجلس خانہ کے نام سے مشہور ہے اسکے آگے ایک دروازہ شمال رو ایک جنوب رو نہایت خوش وضع بنا ہوا ہے دروازے کے شرقی پہلو میں ایک چھوٹا سا دالان ہے جہاں پانی کی سبیل لگتی ہے اس کے سامنے ایک مربع حوض بنا ہوا ہے اس حوض کے پہلو میں ایک دروازہ ہے جسے سنبلی دروازہ کہتے ہیں۔ ان دونوں دروازوں میں سے روضہ منورہ کے جانے کا راستہ ہے دروازہ سے روضہ شریف کے راستہ کی طرف تمام فرش سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے۔ اور دروازے کے ادھر یعنی دوسرے درجہ کی طرف سنگ سرخ کا فرش ہے۔ مگر شرقی حصہ میں ایک سنگ مرمر کا چبوترہ بنا ہوا ہے جسیں شاہ نصیر الدینؒ جو صاحب کرامت ہیں اسی جگہ مدفون ہیں آپ کے متصل مولانا کافی کا مزار ہے کہتے ہیں اس چبوتروں کے نیچے قدیم تبخانہ بنا ہوا تھا۔ شاہان اسلام کے وقت میں نیون کو توڑ ڈالا باقی عمارت بدستور قائم رہنے دی اس چبوترہ کے مشرقی شمالی حصہ میں عمدہ عمدہ دالان بنے ہوئے تھے نظر جس کے اب حجرے بنا دئے گئے ہیں اس کے صحن میں ایک ہشت پہل چھتری گنبد کی شکل کی بنی ہوئی ہے اسکے اندر از دہات کا فتیل سوز جس کو چراغ صحن کہتے ہیں قد آدم اونچا نصب ہے کہتے ہیں کہ یہ چراغ اکبر بادشاہ نے قلعہ چتوڑ گڑ سے لا کر چڑھایا تھا بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ چراغ اسی تبخانہ کا ہے اس صحن میں بلند دروازے کے قریب غرب کی طرف ایک دیگ ہے جو بڑی دیگ کے نام سے مشہور ہے اتنی بڑی ہے کہ شاید اس کی نظیر دوسری جگہ مل سکے یہ دیگ پہلے جلال الدین اکبر بادشاہ نے بنوائی تھی اور اس کی وجہ یہ ہے ۹۷۴ ہجری میں جب جلال الدین محمد اکبر بادشاہ چتوڑ گڑھ کو فتح کرنے گیا تو قلعہ فتح کرنے سے پہلے یہ عہد کیا تھا کہ قلعہ فتح کرنے کے بعد اجمیر شریف جاؤں گا اور بڑی دیگ چڑھاؤں گا۔ چنانچہ قلعہ چتوڑ گڑھ فتح کرنے کے بعد جلال الدین محمد اکبر شاہ پیادہ پا کوچ کرتا ہوا ۷ رمضان المبارک روز یک شنبہ سنہ مذکور کو اجمیر میں داخل ہوا اور زیارت سے مشرف ہو کر دیگ چڑھائی۔ اب دوبارہ درگاہ شریف کی طرف سے یہ دیگ نبوائی گئی دوسری دیگ چھوٹی دیگ کے نام سے مشہور ہے یہ دیگ بھی اسی صحن میں بلند دروازہ کے قریب مشرق کی طرف سے یہ دیگ ۱۰۲۲ھ میں نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ نے بنوائی تھی۔ نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ نے اپنی تزک جہانگیری کے آٹھویں جشن میں کہا ہے کہ میں نے دیگ اکبر آباد سے تیار کرا کر روضہ منورہ خواجہؒ میں چڑھائی اور اس میں کھانا پکوا کر فقیر اور مسکینوں کو کھلایا۔ پانچ ہزار آدمی اس کے کھانے سے شکم سیر ہوئے۔

کچھ عرصہ بعد اس دیگ میں جا بجا سوراخ ہو گئے تھے ۱۲۶۶ھ میں ملا مداری صاحب مدارالمہام ریاست گوالیار نے دونوں دیگوں کو بنوایا۔ اکثر دولت مند عرس شریف کے موقع پر دیگ پکواتے ہیں، بڑی دیگ میں سو من چانول اور چھوٹی دیگ میں ۸۰ من چانول اور اس قدر شکر گھی میوہ وغیرہ ڈالا جاتا ہے۔ اور رات کو دیگ پک کر سب کو لوٹی جاتی ہے اور لوٹتے وقت عجیب لطف نظر آتا ہے اور لوگ تبرکاً دیگ کے کھانے کو خرید کر کھاتے ہیں۔

(کتاب: 'تاریخ اجمیر شریف مصنف: 'محمد وزیر حسین مطبع رحمانی دہلی صفحہ ۷۶-۷۸)

کتابیات:-

۱۔ (مضمون: 'تصوف ارو خواجہ غریب نواز کی تعلیمات مضمون نگار: فیروز بخت احمد رسالہ: عالمی سہارا خواجہ غریب نواز نمبر)

۲۔ (کتاب: 'تاریخ اجمیر شریف مصنف: 'محمد وزیر حسین مطبع رحمانی دہلی صفحہ: ۷۰-۷۳ ۷۴-۷۵ ۷۵-۷۶ ۷۶-۷۸)

۳۔ (کتاب: 'سیرت خواجہ غریب نواز' مصنف: حضرت عبدالرحیم صاحب قادری ص ۳۹۹)

"حسد"

اللہ نواز خان

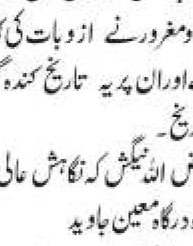

"حاسد کے شر سے جب وہ حسد کرے" (الفلق۔ 5) اسلام نے حسد کو ایک شر کہا ہے اور اسی سے بچنے کا حکم دیا ہے۔ حسد کے معنی ہیں کسی کی نعمت یا خوبی کا زوال چاہنا، حاسد سمجھتا ہے کہ کسی دوسرے کو ایک نعمت دے کر اللہ تعالی نے میرے ساتھ زیادتی کی ہے یعنی وہ اللہ پر اعتراض کر رہا ہوتا ہے۔ اس لیے اسلام نے حسد کو ایک گناہ کہا ہے۔ حسد کی وجہ سے معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے اور ایک دوسرے سے نفرتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ حسد سے انسان اپنے ایمان کو بھی کھو دیتا ہے۔ قرآن حکیم میں یہودیوں کے حسد کے بارے میں وضاحت کی گئی ہے کہ وہ حسد کی وجہ سے قرآن کا انکار کر بیٹھے اور یوں ایمان کی دولت سے محروم رہ گئے۔ قرآن حکیم میں آتا ہے" انہوں نے اپنی جانوں کا کیا برا سودا کیا کہ اللہ کی نازل کردہ کتاب کا انکار کر رہے ہیں، محض اس حسد میں کہ اللہ اپنے فضل سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے (وحی) نازل فرماتا ہے۔ پس وہ غضب در غضب کے سزاوار ہوئے اور کافروں کے لیے یہ ذلت آمیز عذاب ہے" (البقرہ۔ 90) تصور کیا جائے کہ حسد کتنا بڑا گناہ ہے کہ حسد کی وجہ سے اللہ کی نازل کردہ کتاب کا انکار کر دیا۔ یہود چاہتے تھے کہ نبوت بنی اسرائیل میں رہے، یوں حسد کا شکار ہو کر اللہ کی رحمت سے دور ہو گئے۔ حسد سے بچنے کا حکم اللہ تعالی نے بار بار دیا ہے، کیونکہ حسد کی وجہ سے فتنہ فساد پیدا ہو جاتا ہے۔ ایک اور جگہ پر اللہ تعالی نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا ہے" یا لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا تو ہم نے ابراہیم کی اولاد کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی اور انہیں بڑا ملک دیا" (النساء۔ 54) اللہ تعالی نے درج بالا آیت میں وضاحت سے سمجھایا ہے کہ اللہ تعالی جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے نواز دیتا ہے لیکن کچھ لوگ نہیں سمجھتے اور وہ حسد شروع کر دیتے ہیں۔ حاسد سمجھتے ہیں کہ جو نعمت یا خوبی کسی دوسرے انسان کو ملی ہے اس سے ضائع ہو جائے یا مجھے مل جائے یا کسی قوم کو جو نعمت عطا ہوئی ہے ان سے چھن جائے۔ حاسد حسد کی وجہ سے ہر وقت پریشانی کا شکار رہتا ہے اور حسد کی وجہ سے کسی پل اس کو سکون نہیں آتا۔

کافی احادیث میں بھی حسد کے بارے میں سمجھایا گیا ہے کہ حسد ایک روحانی بیماری ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حسد کرنے سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ ایک حدیث کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا" آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ حسد نہ کرو، نہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ بغض رکھو اور نہ ہی آپس میں ایک دوسرے سے قطع تعلق کرو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی ہو جاؤ" (مسلم) درج بالا حدیث میں حسد کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ حسد کی وجہ سے ایک دوسرے سے قطع تعلق پیدا ہو جاتا ہے نیز ساتھ ہی بغض اور دشمنیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔ دشمنیاں اور نااتفاقی کسی بھی معاشرے کو تباہ کر دیتی ہیں۔ حسد کے اور بھی کئی نقصانات ہیں، جو حاسد کو اٹھانے پڑتے ہیں۔ حسد انسان کی نیکیوں کو بھی ختم کر دیتا ہے۔ حدیث کے مطابق" حسد نیکیوں کے نور کو بجھا دیتا ہے" (ابو داؤد) ایک اور حدیث کے مطابق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں" آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا حسد سے بچو، کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے، جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے" (ابو داؤد) درج بالا احادیث سے علم ہوتا ہے کہ حسد کتنا بڑا گناہ ہے۔ حسد کی وجہ سے شیطان کو لعنت کا طوق گلے میں ڈالنا پڑا، کبھی انسان حسد کی وجہ سے ذلیل و خوار ہوئے۔ حسد کرنے والا کبھی خوش نہیں رہ سکتا۔ حسد کی وجہ سے انسان اللہ سے مایوس ہو جاتا ہے اور مایوس انسان ہمیشہ نقصان اٹھاتا رہتا ہے۔ ایک اور حدیث میں تو وضاحت کی گئی ہے کہ" کسی شخص کے دل میں حسد اور ایمان اکٹھے جمع نہیں ہو سکتے" (سنن نسائی)

اللہ کے نیک بندے بھی حسد سے خود بھی بچتے ہیں اور دوسروں کو بھی بچنے کی تلقین کرتے ہیں۔ ان نیک لوگوں کا مشن یہ ہوتا ہے کہ اللہ کی محبت لوگوں کے دلوں میں جگا دی جائے تا کہ حسد ختم ہو جائے۔ صرف حسد ختم نہ ہو بلکہ بغض، قطع تعلق اور دوسری روحانی بیماریاں بھی ختم ہو جائیں۔ امام غزالی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں" حسد اس لیے بڑا گناہ ہے کہ حسد کرنے والا گویا اللہ پر اعتراض کر رہا ہے کہ فلاں آدمی اس رحمت کے قابل نہیں تھا، اس کو یہ نعمت کیوں دی؟ آپ خود اندازہ لگا لیں کہ اللہ پر کسی قسم کا اعتراض کرنا کتنا بڑا گناہ ہے" (احیاء علوم) امام غزالی کے مطابق حسد کرنے والا اللہ تعالی پر اعتراض کر رہا ہوتا ہے۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں" جو دل حب دنیا کی ظلمت میں گھر کر خطرات شیطانی اور ہوائے نفس کی آماجگاہ بن چکا ہو اس پر اللہ کی نگاہ رحمت نہیں پڑتی اور جس دل پر اللہ تعالی کی نگاہ رحمت نہ پڑے وہ سیاہ و گمراہ ہو کر حرص و حسد و کبر سے بھر جاتا ہے۔ حسد کے باعث قابیل نے ہابیل کو قتل کر ڈالا۔ حرص نے حضرت آدم علیہ السلام کو گندم کا دانہ کھلا کر بہشت سے نکلوایا اور کبر نے ابلیس کو مرتبہ لعنت پر پہنچایا۔ جو دل خانہ ہوس بن جاتا ہے وہ ہر وقت حرص و حسد اور کبر و غرور سے پر رہتا ہے اور کمینی دنیا کی خاطر پریشان رہتا ہے" (عین الفقر) دوسری جگہ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں" ضروری ہے کہ تو نفس و شیطان اور دنیا کو بھول کر اپنے قلب اور روح کو اللہ کے ذکر میں اس طرح غرق کر دے تا کہ تو ہر وقت عشق و محبت الٰہی اور اسرار الٰہی کا مشاہدہ کرتا رہے اور تیرے وجود میں حرص، حسد، کبر و ہوا اور شہوت کا نام ونشان باقی نہ رہے" (عین الفقر)

حسد سے بچنا چاہیے کیونکہ حسد انسان کے لیے سخت نقصان دہ ہے۔ حسد سے بچنے کے لیے اللہ تعالی سے دعا کرنی چاہیے، کیونکہ حاسد دوسروں کے ساتھ خود کے لیے بھی نقصان کا سبب بنتا ہے۔ توبہ بھی کرنی چاہیے، کیونکہ توبہ اور مغفرت طلب کرنا اللہ تعالی کو بہت پسند ہے۔ اس بات کی کوشش کریں کہ ہر وقت اللہ کا شکر ادا کریں۔ اللہ کی تقسیم پر راضی رہنے کی کوشش کریں یعنی رضائے الٰہی پر راضی رہنا چاہیے۔ حسد کی تباہ کاریوں پر غور کرنا چاہیے۔ اپنی خامیوں پر بھی نگاہ کرنی چاہیے۔ دوسروں کو جو نعمتیں اور خوبیاں ملی ہوئی ہیں، ان کو اللہ کی حکمت سمجھ کر شکر گزار ہونا چاہیے اور اپنی نعمتوں پر بھی شکر کرنا چاہیے۔ نفرت بھی حسد کو بڑھا دیتی ہے لہٰذا نفرت کو بھی ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ دوسروں کو خوش دیکھ کر خود بھی خوش رہنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اللہ تعالی کا ذکر اور خشیت الٰہی سے بھی حسد سے محفوظ رہا جا سکتا ہے۔ موت کو یاد کرنا بھی حسد کو دور کرتا ہے۔ اس بات کی کوشش کرنی چاہیے کہ دوسروں کی نعمتوں پر حسد نہ کیا جائے۔

وضاحت: اس شمارے میں شامل اشاعت، مضامین، تبصروں وغیرہ سے ادارے کا کلی یا جزوی طور متفق ہونا لازمی نہیں۔۔۔۔ادارہ
کالم نویس/قلمکار اپنے کالم/مراسلے lazawaljammu@gmail.com پر ارسال کریں